باب#۱۱۸

قتال کی اجازت

۱۰۱: سُوْرَۃُ الْحَجّ [آیات: ۱۱ تا ۷۸]

۱۳۳ مدینے کے نئے معاشرے کے عناصر ترکیبی، ۱۱تا۲۴

۱۳۹ حج کی تاریخ، اُس کے مراسم اور اُس میں کی گئی تبدیلیاں، ۲۵تا۳۸

۱۴۵ قتال کی اجازت اور اُس کے نتیجے میں بننے والی ریاست، ۳۹تا۴۱

۱۴۸ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ سے مہاجرین کی دل جوئی، ۴۲تا۷۰

۱۵۵ مشرکینِ عرب سے خطاب، ۷۱تا۷۶

۱۵۸ اہلِ ایمان کو نامساعد حالات میں ہدایات، ۷۷تا۷۸

باب#۱۱۸

قتال کی اجازت

۱۰۱: سُوْرَۃُ الْحَجّ [۲۲: ۱۷اقترب للناس]

اغلباً یہ سورہ ہجرت کے پہلے برس میں ذوالحجہ کے قریب آنے پر نازل ہوئی ہو گی۔ صاحبِ تفہیم القرآن نے اس کے شانِ نزول کے بارے میں لکھا ہے:

" ابتدائی حصے کا مضمون اور اندازِ بیان صاف بتاتا ہے کہ یہ مکہ میں نازل ہوا ہے اور اغلب یہ ہے کہ مکی زندگی کے آخری دور میں ہجرت سے کچھ پہلے نازل ہوا ہو۔ یہ حصہ آیت ۲۴ (وَھُدُوْٓا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَھُدُوْٓا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ) پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللہِ سے یک لخت مضمون کا رنگ بدل جاتا ہے اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہاں سے آخر تک کا حصہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوا ہے۔ بعید نہیں کہ یہ ہجرت کے بعد پہلے ہی سال ذی الحجہ میں نازل ہوا ہو، کیوں کہ آیت ۲۵ سے ۴۱ تک کا مضمون اسی بات کی نشان دہی کرتا ہے، اور آیت ۳۹۔۴۰ کی شان نزول بھی اس کی مؤید ہے۔......اس وقت مہاجرین ابھی تازہ تازہ ہی اپنے گھر بار چھوڑ کر مدینے میں آئے تھے۔ حج کے زمانے میں ان کو اپنا شہر اور حج کا اجتماع یاد آرہا ہو گا اور یہ بات بری طرح کُھل رہی ہو گی کہ مشرکین قریش نے ان پر مسجد حرام کا راستہ تک بند کر دیا ہے۔ اس زمانے میں وہ اس بات کے بھی منتظر ہوں گے کہ جن ظالموں نے ان کو گھروں سے نکالا، مسجد حرام کی زیارت سے محروم کیا، اور خدا کا راستہ اختیار کرنے پر ان کی زندگی تک دشوار کر دی، ان کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت مل جائے۔............ابن عباس، مجاہد، عُروَہ بن زُبیر، زید بن اسلم، مُقاتل بن حیان، قَتادہ رضی اللہ عنہم اور دوسرے اکابر مفسرین کا بیان ہے کہ یہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی گئی۔ اور حدیث و سیرت کی روایات سے ثابت ہے کہ اس اجازت کے بعد فوراً ہی قریش کے خلاف عملی سرگرمیاں شروع کر دی گئیں اور پہلی مہم صفر ۲ھ میں ساحل بحر احمر کی طرف روانہ ہوئی جو غزوہ ودان یا غزوہ اَبواء کے نام سے مشہور ہے۔......."

مفسرین کی غالب اکثریت کے نزدیک یہ سورۃ مدنی ہے اور وہ بھی اس کے دورِ اوائل کی۔ تاہم اس پر بھی اتفاق پایا جاتا ہے کہ اس میں کچھ مضامین کا رنگ مکی ہے اور یقیناً کچھ آیات مکی دورِ نبوت کے آخری زمانے کی

بھی رہی ہوں گی۔تدبر کے ساتھ حالات کے پسِ منظر میں پوری سورۃ پر غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آجائے گی کہ یہ سورہ یقیناً مدینے کے بالکل اوّلین دور کی ہے۔ شرک کے خلاف پرزور آیات جن کی بناپر اُن کے مکی ہونے کا خیال ہوتا ہے وہ بھی دراصل مدنی ہی ہیں۔ جن لوگوں کے خیال میں اس کا غالب حصہ مکی اور محض چند آیات مدنی ہیں وہ ہرگز صحیح نہیں ہیں اس کے برعکس ہی درست ہے، واللہ اعلم۔ پہلے رکوع کو علیحدہ کر کے جو ہمارے خیال میں مکی ہے، پوری سورت کو چھ (۶) ابواب میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، جن کے موضوعات بھی متعین کیے جاسکتے ہیں۔

۱. مدینے کے نئے معاشرے کے عناصر ترکیبی ۱۱تا۲۴
۲. حج کی تاریخ، اُس کے مراسم اور اُس میں کی گئی تبدیلیاں ۲۵تا۳۸
۳. قتال کی اجازت اور اُس کے نتیجے میں بننے والی ریاست ۳۹تا۴۱
۴. انبیاء علیہم السلام کی تاریخ سے مہاجرین کی دل جوئی ۴۲تا۷۰
۵. مشرکینِ عرب سے خطاب ۷۱تا۷۶
۶. اہلِ ایمان کو نامساعد حالات میں ہدایات ۷۷تا۷۸

مدینے کے نئے معاشرے کے عناصر ترکیبی آیات ۱۱تا۲۴

مدینے میں نبی ﷺ کے آجانے اور ایک نئے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی ڈھانچے کے بن جانے سے شہر میں ایک بالکل نیا ماحول بن گیا ہے۔اہلِ ایمان کے گروہ نے اپنی باگیں اللہ کے رسولؐ کے ہاتھ میں تھمادی ہیں کہ وہ جہاں چاہے لے جائے، ایک دوسرا گروہ ہے جو طے نہیں کر پایا ہے کہ کہاں جانا ہے وہ موقع پرست ہے۔ تیسرا گروہ انہی عربوں میں سے منافقین کا ہے جو پورے یقین واعتماد کے ساتھ کفر پر ہے لیکن ایمان کا اظہار کر کے موقع کی تلاش میں ہے کہ کب اہلِ ایمان سے نبٹ سکے۔ آخری گروہ یہود کا ہے جو کھلم کھلا کافر ہیں لیکن فی الوقت سیاسی غلبے کے آگے سرنگوں ہیں۔ مجموعی طور پر صرف دو گروہ ہیں ایک اہلِ ایمان کا اور دوسرا غیر اہلِ ایمان کا۔ اگلی آیات میں اسی تقسیم کا اور ان گروہوں کے احوال کا اور اِن کے انجام پر تبصرہ ہے۔خیال رہے کہ سُوْرَۃُ الْحَجّ کا پہلا رکوع اپنی نزولی ترتیب پر ساتویں جلد [صفحہ ۴۷۶] میں آچکا ہے۔ آیئے آگے سے مطالعہ کرتے ہیں، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِۨنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۫ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو اہلِ ایمان اور کفار کی درمیانی حدِ فاصل[۶۵] پر کھڑے ہو کر اللہ کی بندگی کرتا ہے جہاں سے دونوں جانب لپکنا ممکن ہے، اگر فائدہ ہوا تو اللہ کے ساتھ جم گیا اور جو کوئی مصیبت آ گئی تو اُلٹے منہ کفار کی گود میں پھر گیا۔ دنیا کا بھی خسارہ اور آخرت کا بھی۔ یہ روّیہ سراسر نقصان ہی نقصان ہے ○ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَ مَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ جہالت کی حد یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر اُن کو داتا اور مشکل کشا

۶۵ مکے میں کوئی فرد اس طرح ایمان و کفر کے درمیان کھڑے ہو کر دونوں طبقات سے فوائد نہیں سمیٹ سکتا تھا، وہاں تو ایمان کا اعلان کرنے کا مطلب صرف سردارانِ قریش کے غضب کو دعوت دینا اور عوام کالانعام کی نظروں سے گر جانا اور اُن کے تعاون سے محروم ہو جانا تھا۔ ایمان و کفر کے درمیان کھڑے ہونے کا اِمکان مدینے کے ابتدائی ایّام میں پیدا ہوا جہاں اقتدار رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اُن مخلص انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں تھا جو انصاری قبائل کے سردار تھے۔ یہ زیرک اور نرم خو لوگ کسی ایسے ایمان قبول کرنے والے فرد کو نشانہ ستم نہیں بناتے تھے، جس کے طرزِ عمل سے ظاہر ہو کہ اُس کا ایمان معاشرتی اور معاشی فوائد سمیٹنے کے لیے ہے۔ منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی اور یہود کو ایسے ہی کچّے کردار کے لوگ درکار تھے اور وہ اسی کردار کو مدینے میں رواج دینا چاہتے تھے، اسلام کو زک پہنچانے کا یہی سب سے نتیجہ خیز اور موثر طریقہ تھا۔ اِن منافقین کا طریقِ واردات یہ تھا کہ زبانی اپنے ایمان کا اعلان کرتے اور اپنی عملی کوتاہیوں پر لچھے دار چکنی چپڑی باتیں بناتے اور زورِ بیان سے تاویلیں اور معذرتیں کرتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِن کا فرداً فرداً نام لیے بغیر اِن کے واضح طرزِ عمل کی نشان دہی کے ذریعے بھانڈا پھوڑنا شروع کیا۔ آج کے دور میں جب کہ ساری دنیا پر کافرانہ و فاسقانہ تہذیبِ مغرب کا تسلط ہے، راقم کے ناقص فہم کے مطابق مسلمان ممالک [آبادی کے اعتبار سے کلمہ گو اکثریتی ممالک، ورنہ حقیقی اور عملی اعتبار سے دنیا میں اس وقت کوئی اسلامی ملک موجود نہیں ہے، جہاں بدی پر نیکی کا غلبہ ہو یا یوں کہیے کہ معاشرے سے اسلام کی خوشبو آتی ہو۔] اور غیر اسلامی ممالک میں بسنے والی ۹۵ فی صد سے زائد کلمہ گو آبادی، اِس آیہ مبارکہ میں قرآن کے بیان کردہ ضابطے کے مطابق "مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ" حدِ فاصل پر کھڑی نظر آتی ہے۔

پکارتا ہے جو نہ اُس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ، یہ ہے نقصان اور گم راہی کی انتہا[66] ○ یَدْعُوْا
لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ یہ شرک کا مارا اپنی
حاجتوں اور مصیبتوں میں اُن کو پکارتا ہے جن سے نقصان کا اندیشہ اُن سے کسی نفع سے زیادہ ممکن
ہے، بد ترین ہے اُس کا مولیٰ[67] [نام نہاد حاجت روا اور مشکل کشا] اور بد ترین ہے اُس مولیٰ کی بندگی
کرنے والا یہ گم راہ شخص ○ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ بلاشبہ اِس کے مقابلے میں اللہ
ایسے ایمان والوں کو جنھوں نے نیک عمل کیے، ایسی جنّتوں [باغات] میں ہمیشہ کے قیام کے لیے
داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ بلاشبہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ○ مَنْ كَانَ
يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ

---

۶۶ اِن نفاق کے ماروں کا اصل مرض شرکیہ افکار و خیالات تھے، کل بھی اور آج بھی۔ اِن لوگوں نے کچھ وفات پا کر گزری ہوئی ہستیوں کی دست گیری، مشکل کشائی، حاجت براری اور شفاعتِ اُخروی کا ایسا یقین دلوں میں بٹھایا ہوتا ہے کہ اِن کی تصویروں اور اِن کی شکل پر تراشے ہوئے پتھر کے مجسموں کے آگے کچھ ہاتھ جوڑنے، ادب سے جھکنے اور کچھ قربانیاں اور نذریں گزارنے سے یہ توقع کرتے ہیں کہ مصیبتیں اور مشکلیں دور ہوں گی، ہر دعا اور حاجت یہ بزرگان پوری کروا دیں گے اور اگر قیامت واقع ہوئی اور کوئی حساب کتاب ہوا تو ساری زندگی بدکاریوں کے ساتھ گزارنے کے باوجود یہ روزِ قیامت شفاعت بھی کر دیں گے، یہ اللہ کے ایسے محبوب ہیں کہ اللہ ان کی ٹالتا نہیں اور ہماری سنتا نہیں۔ اسلام کی تعلیمات نے بت پرستی کی اتنی شدید نفرت بٹھائی ہے کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وفات کے بعد سے آج تک بزرگانِ دین کے مجسموں کی پرستش کروانے میں تو ابلیس لعین ناکام رہا ہے مگر اُن کی قبروں کی پوجا پاٹ مسلم معاشروں میں عام ہو گئی ہے۔ آیہ مبارکہ منافقین و مشرکین کی اسی روش پر افسوس کا اظہار کر رہی ہے يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اُن کو پکارتا ہے جن سے نقصان کا اندیشہ اُن سے کسی نفع سے زیادہ ممکن ہے، بد ترین ہے اُس کا مولیٰ اور بد ترین ہے اُس مولیٰ کی بندگی کرنے والا۔

۶۷ "لَبِئْسَ الْمَوْلٰى......بد ترین ہے مشرک کا مولیٰ" سے مراد وہ پتھر اور مٹی کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں، خواہ وہ کھڑی شکل میں ہوں یا لیٹی اور پڑی ہوئی شکل میں، جن کی پوجا کی جا رہی ہے۔

فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ شرک کا مارا غیر اللہ کے آستانوں پر جھکنے والا جو شخص یہ خیال رکھتا ہو کہ اللہ دُنیا اور آخرت میں اُس کی کوئی مدد نہ کرے گا اُسے چاہیے کہ، جو بس میں ہو، کچھ کر دیکھے ایک رسّی کے ذریعے آسمان تک پہنچ کر اگر کر سکے تو اللہ کی تقدیر کے فیصلوں کو منقطع کر دے، پھر مشاہدہ کرے کہ کیا اُس کی چالیں کسی ایسی چیز کو ہونے سے روک سکتی ہیں جو اس کے موڈ کو غضب ناک کرتی ہے [۶۸] ○

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ ایسے ہی، صاف، لاجواب کر دینے والی دلیلوں کے ساتھ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے، اور رہا معاملہ ہدایت کا تو وہ تو اللہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـِٕيْنَ وَ النَّصٰرٰى وَ الْمَجُوْسَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ یقیناً جو لوگ ایمان لائے، ہماری اس کتاب پر اور اِس رسول پر جس پر ہم یہ نازل کر رہے ہیں اور جو ایمان نہیں لائے جیسے یہودی، صابئ، نصاریٰ، مجوس، اور جن لوگوں نے شرک کیا، ان سب کے دعووں اور شور و غوغا کے درمیان اللہ قیامت کے روز فیصلہ کر دے گا، بے شک اس معرکہ خیر و شر کی ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے [۶۹] ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

۶۸ یہ مشرکین و منافقین کی اللہ تبارک و تعالیٰ سے بے یقینی پر نکیر ہے، اِن کے گمان میں اللہ اِن کی سنتا نہیں، کسی سیڑھی لگانے اور کسی واسطہ لگانے کی ضرورت ہے، لہٰذا وہ اللہ کو چھوڑ کر کچھ ایسے دوسروں کو پکارتے ہیں، جن کی اللہ ٹالتا نہیں یا اُن کے خیال میں نہیں ٹال سکتا [نعوذ باللہ]۔ کہنے کا مدعا یہ ہے کہ جان لیا جائے کہ اللہ ہی سب کچھ کرتا ہے، پس وہی اس قابل ہے کہ اُسی سے دعائیں مانگی جائیں اُسی کی نذر و نیاز ہو، اُسی سے ڈرا جائے۔ اور جو اللہ کے اختیار و قدرت اور اُس کی توحید پر یقین نہیں رکھتا، وہ جو بھی کر سکتا ہو کر گزرے اور اللہ کو اُس کے ارادوں سے اس طرح روک کر دکھائے کہ جو اُس [اللہ پر یقین نہ رکھنے والے] کو ناپسندیدہ امور واقع ہو رہے ہیں، اُن امور کو بند کروا دے اور بلا لے اپنے سارے جھوٹے معبودوں کو اپنی مدد کے لیے۔ جہاں تک آسمان تک پہنچنے اور قطع کرنے والے الفاظ ہیں وہ محاورتاً اِس بات کا اظہار ہیں کہ کر لے جو بھی کر سکتا ہو، براہِ راست الفاظ کے لغوی معانی مفہوم کو ادا نہیں کرتے۔

۶۹ مکے سے اُٹھنے والی دعوتِ توحید کے اوّلین مخاطب اور مقابل قریش تھے اور اُن کا مشرکانہ دین تھا۔ مشرکین

يَسۡجُدُ لَهٗ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِي الۡاَرۡضِ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ وَالنُّجُوۡمُ وَالۡجِبَالُ وَ
الشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيۡرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيۡرٌ حَقَّ عَلَيۡهِ الۡعَذَابُ ؕ وَمَنۡ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا
السِّجدہ لَهٗ مِنۡ مُّكۡرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ کیا ارض و سماء کی وسعتوں میں جاری
نظامِ کائنات میں پھیلی ہوئی حکمت وکمالِ ہم آہنگی تم کو نظر نہیں آتی کہ کیا سُورج اور کیا چاند، تارے
، پہاڑ، درخت، جان دار اور بہت سے پاکیزہ انسان اور بہت سے وہ جاہل لوگ بھی جو عذاب کے
مستحق ہو چکے ہیں، سارے ہی کے سارے زبانِ حال سے پکار پکار کے کہہ رہے ہیں کہ ہم سب اللہ
کے ارادے اور حکم کے آگے بے اختیار سر بسجود ہیں[۷۰]۔ مستحقِ عذاب، جہالت وذلّت کے مارے

قریش، جب اس سے مقابلے میں کم زور پڑنے لگے تو اُنھوں نے عرب میں جاری دیگر مذاہب کے عَلم برداروں سے مدد طلب کی۔ یہودِ مدینہ سے نبوت پر اعتراضات سیکھ سیکھ کر آتے تھے، جن کے جوابات سورہ کہف اور سورہ یوسف میں آپ اب تک مطالعہ کر چکے ہیں۔ فارس سے نضر بن حارث، قصے کہانیاں اور راگ ورنگ کی ترکیبیں سیکھ کر آیا تھا۔ حبش کے نصاریٰ [عیسائیوں] سے بھی قریشِ مکہ نے اسلام کی مخالفت میں ساتھ دینے کی فرمائش کی تھی اگرچہ اُن کے سمجھ دار لوگوں نے اُسے رد کر دیا تھا مگر بحیثیت قوم وہ سارے ہی اسلام کے شدید مخالف تھے، الغرض رسول اللہ محمد ﷺ کے مقابلے پر قرب و جوار کے تمام مذاہب اور ادیان سامنے آ گئے تھے اب معرکہ کا میدان مدینۃ النبی ﷺ تھا۔ مدینے میں جاری کشمکش میں اہلِ ایمان کی دعوت کے مقابلے میں مشرکینِ مکہ کا شور و غوغا یہاں تک سُنائی دیتا تھا جو یہود و منافقین کے کانوں میں رس گھولتا اور اُن کی چرب زبانی کو تقویت دیتا تھا۔ یوں منافقین کے جھوٹ اور معذرتیں اور یہود کے اعتراضات و شبہات ایک ایسا ماحول پیدا کر رہے تھے کہ تلاشِ حق کی سچی آرزو نہ رکھنے والے کم علم اور سادہ لوح آدمیوں کے لیے حق و باطل میں تمیز مشکل ہو رہی تھی۔ اس آیہ مبارکہ میں وارننگ بھی ہے اور یاد دہانی بھی کہ یہودی، صابی، نصاریٰ، مجوس، اور مشرکین کی ساری حرکتیں، شور و غوغا اور پروپیگنڈا اللہ کی نظر میں ہے، قیامت کے روز جب اُس کی عدالت میں یہ قضیہ پیش ہو گا تو وہ فیصلہ کر دے گا۔

۷۰ دعوتِ غور و فکر ہے کہ اجرام فلکی سے لے کر باد و باراں، موسموں کی تبدیلی، فصلوں کا اُگنا سمیت تمام مظاہر ہی نہیں کائنات کا ذرہ ذرہ کس طرح ایک بڑی نادیدہ طاقت کے ہاتھوں اپنا کام کر رہا ہے؟ خود انسان خواہ وہ اللہ کے پسندیدہ، اُس پر ایمان لانے والے اور اطاعت کرنے والے ہوں یا باغی و طاغی نافرمان اپنی موت و زندگی میں صحت و بیماری میں، مواقع سے فائدہ اُٹھا لینے اور کھو دینے میں اور اولاد و خاندانی زندگی میں

گم راہ انسان کی کیا بات ہے، جسے اللہ ذلیل و رسوا کردے اُسے پھر کوئی عزّت دینے والا نہیں ہے[71]۔ بے شک، اللہ جو چاہتا ہے، سو کرتا ہے ○ هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ ۫ فَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِیَابٌ مِّنۡ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِیۡمُ ﴿۱۹﴾ اس معرکہ حق و باطل میں لڑنے والے یہ دو فریق ہیں جن کے درمیان رب کی صحیح معرفت کے علاوہ جھگڑے کی وجہ اور کچھ نہیں ہے[72]۔ پس وہ لوگ جنھوں نے اپنے وحدہٗ لاشریک رب کی صفات و حقوق سے کُفر کیا اُن کے لیے آگ کے لباس کاٹے جاچکے ہیں، اُن کے سروں پر بے تحاشہ کھولتا ہوا (super heated) پانی ڈالا جائے گا ○ یُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ وَ الۡجُلُوۡدُ ﴿۲۰﴾

شاد باد رہنے یا ناشاد رہنے میں کس طرح اُسی ایک بڑی نادیدہ طاقت کے ہاتھوں بے بس اور بے اختیار اُس کے حکم، ارادے اور اُس کی بنائی تقدیر کے آگے چار و ناچار سرنگوں رہتے ہیں، گویا سجدہ ریز رہتے ہیں، یہ نادیدہ طاقت اللہ ہی کی تو ہے، پھر اُس پر کیوں ایمان نہیں لاتے، کیوں اُس کے آگے حقیقی زندگی میں اختیار کے ساتھ سجدہ ریز نہیں ہوتے، پس گر جاؤ سجدے میں! [یہ آیتِ سجدہ ہے۔]

71 اس آیہ مبارکہ کو، اللہ کے کلام کو سن کر جو سجدہ نہیں کرتے، شرک سے باز نہیں آتے، اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینے کے لیے کھڑے نہیں ہوتے جان لیں کہ اللہ کا کچھ نہیں بگڑ رہا ہے، درحقیقت وہ خود اپنے آپ کو ذلت و رسوائی میں ڈال رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جنھوں نے اللہ کے آگے ناک رگڑلی وہ دنیا اور آخرت میں سرخ رو اور عزت والے ہوگئے اور جو تکبر اور دھوکے میں مبتلا ہوئے ایک اللہ کے آگے ناک نہ رگڑ سکے اور پیشانی نہ رکھ سکے اب ساری دنیا کے آگے ناک رگڑیں اور پیشانی جھکائیں گے، یہ وہ کم نصیب ہیں جنھیں اللہ نے ذلیل کیا ہے، اور جسے اللہ ذلیل و رسوا کردے اُسے پھر کوئی عزّت دینے والا نہیں ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إنه لا یذل من والیت، ولا یعز من عادیت [وہ ذلیل نہیں ہوتا جسے تو دوست رکھے۔ اور جسے تو دشمن جانے وہ عزت نہیں پاتا] أخرجه أبوداود (۱۴۲۵)

72 افراد اور قوموں کے درمیان جھگڑے اور جنگیں ہمیشہ سے ہوتی آئی ہیں اور ہمیشہ ہوتی رہیں گی مگر دو گروہوں کے درمیان ایک بڑی اصولی اور مبارک لڑائی اُس وقت برپا ہوتی ہے جب اُن کے درمیان وجہ مخاصمت سوائے اُن کے رب کی صحیح معرفت کے کچھ اور نہیں ہوتی .... هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ ۫ مدینے کی نوزائیدہ مملکت کے اہلِ ایمان باسیوں کے ساتھ منافقین یہود اور مشرکین کی جنگ کی یہی نوعیت تھی۔

جس سے اُن کی کھالیں اور پیٹ کے اندر کے حصّے تک گل جائیں گے ○ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ
حَدِيْدٍ ﴿٢١﴾ اور اُن کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے ○ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا
مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٢٢﴾ جب کبھی وہ گھبرا کر عذاب سے نکلنے
کی کوشش کریں گے تو پھر اُسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ تاابد جلنے کی سزا چکھتے ہی رہو ○ ۲۶ ۲۶

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾ جھگڑنے
والے اِن دو فریقوں میں سے دُوسرا گروہ، جو ایمان لایا اور جس نے نیک عمل کیے اُن کو اللہ یقیناً
ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جہاں اُنھیں سونے کے کنگن
اور موتیوں کے ہار پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ریشم کا ہو گا[۷۳] ○ وَ هُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ
الْقَوْلِ ۚ وَ هُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿٢٤﴾ ایسا اس لیے ہوا کہ اُنھوں نے ایمان کی راہ کو
پسند کیا تو پھر انھیں پاکیزہ روّیے کی توفیق عنایت کی گئی اور انھیں ساری تعریفوں کے حامل رب
کا راستہ بھی دکھایا گیا ○

حج کی تاریخ، اُس کے مراسم اور اُس میں کی گئی تبدیلیاں [آیات ۲۵ تا ۳۸]

یہ اس سورت کے نسبتاً دو بڑے ابواب میں سے ایک ہے۔ اس میں بیت اللہ کی تاریخ بیان کی گئی ہے کہ اللہ نے کس طرح اسے اپنے دو معزز نبیوں سے تعمیر کروایا اور پھر یہ سوال سامنے رکھا گیا ہے کہ کس استحقاق کی بنیاد پر قریش نے اس پر قبضہ کر لیا ہے اور اُس محترم مسجد والے شہر میں مسلمانوں کو داخلے اور عبادت سے روک رہے ہیں، جب کہ اِس شہر کو اللہ نے اُس پر ایمان لانے والے سارے انسانوں کے لیے بنایا ہے، جس میں وہاں کے مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والے غیر مقامی باشندوں کے حقوق برابر ہیں۔ مختلف اوقات میں جلد اور بدیر ہجرت کر کے آئے ہوئے مہاجرین کو آٹھ سے گیارہ ماہ ہونے کو آئے ہیں، مہاجرین کو اپنا محترم شہر بڑا یاد آتا ہو گا اور ساتھ ہی مقامی اہلِ مدینہ کو بھی یہ احساس ہوتا ہو گا

---

۷۳ صرف اور صرف اللہ کے لیے برپا ہونے والی جنگ میں مصروف دونوں فریقین کا انجام بہت واضح ہے۔

کہ پہلے کیسی آزادی تھی ہر سال حج کو جانا کتنا آسان تھا اور پھر سارے تجارتی میلوں اور کانفرنسز [مذاکرات و معاہدے جو حج کے بعد ساری دنیا سے آئے ہوئے حاجی تاجر آپس میں کرتے] میں شرکت، سب کچھ پر ناروا پابندی ہے، آیندہ حالات کس رخ پر جائیں گے، قریش سے دشمنی کیا گل کھلائے گی؟ یہ وہ موضوعات اور ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالات ہیں جن سے ۲۵ ویں آیہ مبارکہ سے شروع ہونے والے سورہ کے دوسرے باب میں تعرض کیا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ الَّذِىۡ جَعَلۡنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ اۨلۡعَاكِفُ فِيۡهِ وَ الۡبَادِ‌ؕ وَ مَنۡ يُّرِدۡ فِيۡهِ بِاِلۡحَادٍۢ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۲۵﴾ بے شک ہم اِن مشرکین مکہ کو دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے کیوں کہ اِنھوں نے کفر پر یعنی محمدِ عربیؐ کی دعوت کی مخالفت پر کمر کس لی اور لوگوں کو اللہ کے پسندیدہ راستے دینِ اسلام سے اور محمدؐ اور اُس کے ساتھیوں کو اُس محترم مسجد والے شہر میں داخلے اور عبادت سے روک رہے ہیں، جب کہ اِس شہر کو ہم نے اللہ پر ایمان لانے والے سارے انسانوں کے لیے بنایا ہے، جس میں وہاں کے مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والے غیر مقامی باشندوں کے حقوق برابر ہیں[۷۴]۔ اور جو کوئی اس شہر میں کسی بے دینی، کسی شرک/ظلم کے ارتکاب کا ارادہ کریں گے[۷۵] اُنھیں ہم دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے ○ ع۳

ع۳

۷۴ یاد رہے کہ کس طرح قریشِ مکہ نے حرم کے دروازے رسول اللہ ﷺ، آپؐ کے ساتھیوں اور آپؐ کو حفاظت مہیا کرنے والے انصارِ مدینہ پر بند کر دیے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو یہ شہر، معمارِ حرم ابراہیم علیہ السلام سے اُن سارے اللہ پر ایمان لانے والوں کے لیے بنوایا اور آباد کروایا تھا جو حرم کی زیارت کے لیے آنا چاہیں۔ پس اس شہر میں کوئی فرزندِ زمین [son of soil] نہیں ہر مسلمان جو دنیا میں کہیں بھی بستا ہو وہ یہاں کے ڈومیسائل کا حامل ہے۔ جنھوں نے جب بھی اس شہر میں داخلے پر پابندیاں لگائی ہیں، اللہ کے اس عطا کردہ حق کو غصب کیا ہے اِس کا اُنھیں اللہ کو حساب دینا ہو گا۔

۷۵ حرم اور اطراف حرم میں کفر و شرک اور بے حیائی پھیلانے والوں کے لیے یہ ایک اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں، حرم پر قابض ظالم و جابر مشرکین قریش رسوا ہوئے اور جب جب جو بھی یہ حرکت کرے گا، اُس کو اللہ کے اِس وعدے سے جلد یا بدیر سابقہ پیش آ جائے گا۔

وَ اِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـًٔـا وَّ طَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَ
الۡقَآئِمِيۡنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿٢٦﴾ اور یاد کرو کہ جب ہم نے ابراہیمؑ کے لیے اِس گھر یعنی
بیت الحرام/کعبۃ اللہ کی تعمیر کے لیے جگہ، اِس ہدایت کے ساتھ نشان زد کی تھی کہ یہاں اس گھر
اور اس کے اطراف وجوانب میں اہتمام کے ساتھ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے تاکہ
تم طواف اور قیام ور کوع و سجود کرنے والوں کے لیے میرا گھر شرک کی ہر آلودگی سے پاک رکھ سکو
وَ اَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ﴿٢٧﴾ اور
ابراہیم سے کہا گیا کہ سارے جہان کے انسانوں کو حج کے لیے بلاؤ کہ وہ تمھارے پاس ہر دُور دراز کے
میدانی اور پہاڑی کشادہ راستوں سے پیدل بھی اور ایسے اُونٹوں پر چلتے چلاتے آئیں، جو طویل مسافت
سے لاغر ہو چکے ہوں گے ○ لِّيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِىۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ
عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِۚ فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِيۡرَ ﴿٢٨﴾ تاکہ
آنے والے حاجی اُن فائدوں سے مستفیض ہوں جو یہاں اُن کے لیے رکھے گئے ہیں، اور حج کے مقررہ
ایام میں اُن چوپایوں کو، جو اللہ نے انھیں بخشے ہیں قربان کرتے ہوئے اللہ کا نام لیں، خود بھی کھائیں اور
تنگ دست محتاج کو بھی کھلائیں[٧٦] ○
ثُمَّ لۡيَقۡضُوۡا تَفَثَهُمۡ وَلۡيُوۡفُوۡا نُذُوۡرَهُمۡ وَلۡيَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ ﴿٢٩﴾ ذٰ لِكَۗ پھر
احرام اتارنے کے بعد نہادھو کر حج کے طویل سفر میں لگ جانے والا اپنا مَیل کچیل دُور کریں اور اپنی
نذریں پُوری کریں، اور ابراہیم کے تعمیر کردہ قدیم گھر کا طواف کریں؛ ○ یہ تھا تعمیرِ کعبہ کا
مقصد[٧٧] وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖؕ وَاُحِلَّتۡ لَـكُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا

٧٦ حج پر آنے والوں نے اگر کوئی نذر مانی ہے تو یہاں قربانی ادا کریں۔ اس سورہ میں یہ پہلا مقام ہے جہاں قربانی کا ذکر ہے اور یہاں خاص حاجیوں کے لیے ہے، قربانی کا تذکرہ آگے آنے والی آیات میں آتا رہے گا، جو حاجیوں اور غیر حاجیوں سب کے لیے عام ہے۔ اس طرزِ بیان میں بڑی حکمت یہ تھی کہ مدینے کے مسلمان جان لیں کہ مشرکینِ مکہ نے مسلمانوں کے حج پر آنے پر جو پابندی لگائی ہے وہ عارضی ہے جلد ہی وہ اللہ کے اس حکم کو پورا کر سکیں گے کیوں کہ اللہ اُنھیں اُن ہی باتوں کا حکم دیتا ہے جو کیے جا سکیں۔

٧٧ تعمیرِ کعبہ کا مقصد اگر اِن آیہ مبارکہ [٢٧ تا ٢٩] کی روشنی میں متعین کیا جائے تو یہی ہے کہ کعبۃ اللہ اور

يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ اور جو کوئی اللہ کی ٹھہرائی ہوئی قابل احترام چیزوں [عمارتِ کعبہ، حجرِ اسود، مقام ابراہیم، آبِ زم زم وغیرہ وغیرہ] کی تعظیم کرے گا تو یہ کار گزاری اُس کے رب کے پاس اُس کے لیے بہتر ہے۔ اور تمھارے کھانے کے لیے گھاس چرنے والے چوپائے حلال کیے گئے، اس ضمن میں سوائے اُن باتوں کی احتیاط کے جو تمھیں بتائی جا چکی ہیں[۷۸]۔ پس بُتوں کی یعنی غیر اللہ کی نذر نیاز کے ہر نوالے کی گندگی سے بچو اور اِن غیر اللہ کی نذرو نیاز کو حلال بتانے والی بے پر کی جھوٹی باتوں سے دور رہو[۷۹] ○ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ ہر جانب سے منہ موڑ کر صرف ایک اللہ کی جانب یک سوئی سے متوجہ ہو جاؤ، ایک ہی در کے سوالی، نا کہ اُس کے مشرکین کی مانند در، در کے

اس کے اطراف و جوانب میں اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، طواف اور قیام ور کوع و سجود کرنے والوں کے لیے اسے شرک کی ہر آلودگی سے پاک رکھا جائے، سارے جہان کے انسانوں کو حج کے لیے بلایا جائے تا کہ وہ دُور و نزدیک دنیا کے ہر خطے سے کشاں کشاں طویل مسافتیں طے کر کے چلتے چلاتے آئیں اور اُن فائدوں سے مستفیض ہوں جو یہاں اُن کے لیے رکھے گئے ہیں اللہ کا نام لے کر قربانی کریں خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی کھلائیں اپنی نذریں پُوری کریں، اور ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ قدیم گھر کا طواف کریں۔

۷۸ سالِ گذشتہ نازل ہونے والی دو سورتوں، سورہ انعام [آیت ۱۴۵] اور سورہ نحل [آیت ۱۱۵] میں بتایا جا چکا ہے کہ اللہ نے مُردار، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا جائے حرام کیے ہیں۔ کتاب کی سابقہ جلد [ہفتم] ملاحظہ ہو، جو نبوت کے تیرہویں برس کے واقعات اور تنزیلات کو بیان کرتی ہے۔

۷۹ حکم ہوا کہ بتوں کی، یعنی غیر اللہ کی بندگی سے بچو ساتھ ہی کہا گیا کہ اور قَوْلَ الزُّوْرِ سے بھی بچو، یعنی جھوٹی بات سے بھی یہاں اس کا موقع کیا ہے؟ موقع یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی، اُن کے آگے نذر و نیاز، اُن سے دعائیں اور مشکل میں اُن سے مدد کے لیے مشرکین نے بڑے فلسفے اور بڑی منطق جھاڑی ہے، وہ سارے کا سارا دفتر جھوٹ کا پلندہ بلکہ پہاڑ ہے، اُس جھوٹ پر کان تک نہ دھرو۔

بھکاری! اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو گویا وہ شرفِ بندگی کے آسمان سے گر گیا،
اب یا تو اُسے شیطان پرندے اُچک لے جائیں گے یا فتنوں کی ہوائیں اُس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک
دیں گی جہاں اُس کی انسانیت، ایمان و دیانت کے پرخچے اُڑ جائیں گے؛ ۝ یہ ہے سمجھنے کی بات[80]! وَ
مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ اور کسی کی جانب سے اللہ کے
شعائر [کعبۃ اللہ اور اُس سے منسلک چیزیں مع قربانی کے جانور] کی عزت، اُس کے دِل میں موجود
پرہیزگاری، نیکی اور شرافت کا اظہار ہے ۝ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى
الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ حج پر لائے قربانی کے اِن جانوروں میں ایک وقتِ مقرر تک اُن سے فائدہ
۴۷ اُٹھائے جاؤ، پھر اسی قدیم گھر کے پاس اِن کو قربان کرنے کا مقام ہے ۝ ۴۷

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ اور ہم نے ہر قوم کی شریعت میں قربانی کی
عبادت رکھی، اس لیے کہ اللہ نے ان کو جو مویشی جانور عنایت کیے ہیں اللہ کی راہ میں قربان کرتے
وقت اُن پر وہ اللہ کا نام لیں۔ پس تمھارا معبود حقیقی ایک اللہ ہی ہے تو اُسی کے تم فرماں بردار بنو؛ جو
ہماری باتوں کو جذبہ ایمان و اطاعت اور عاجزی و بندگی سے سنے تو اے نبیؐ، اِن عاجزی اختیار کرنے
والوں کو کام یابیوں اور جنتوں کی بشارت دیجیے ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ
الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اے نبی
تمھارے اطراف میں وہ جو ہر نایاب بھی ہیں جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کے ذکر/اُس کی کتاب کو

۸۰ کتابُ اللہ میں بیان مشرک کی حالتِ زار پر یہ بیان بڑی نادر تمثیل ہے، انسان ایک اللہ کا بندہ ہے، جب تک وہ اپنے خالق کی بندگی کرتا ہے تو آسمانِ شرف و عظمت پر پرواز کرتا ہے، جب ایک اللہ کو چھوڑ کر بے شمار جھوٹے معبودوں کی بندگی کے لیے آسمانِ شرف و عظمت سے نیچے ذلت کے غاروں کی جانب گرتا ہے تو تاک میں لگے شیطان کے ایجنٹ شکاری پرندوں کی مانند طرح طرح کے مشرکانہ عقائد و فلسفوں کے جال لیے اُس کو پھانسنے کے لیے جھپٹتے ہیں، اب کیا ہے؟ اب یا تو اُسے شیطان پرندے اُچک لے جائیں گے یا فتنوں کی ہوائیں اُس کو ایسی جگہ اُڑا لے جائیں گی جہاں اُس کی انسانیت، ایمان و دیانت کے پرخچے اُڑ جائیں گے۔

سُنتے ہیں تو اُن کے دل ایمانی جذبات سے لبریز ہو کر لرز جاتے ہیں، جب مصیبت یا آزمایش اُن پر آتی ہے تو مالک سے شاکی نہیں ہوتے بلکہ مالک کی رضا پر راضی بخوشی و وقار کے ساتھ جما ؤ دکھاتے ہیں، اہتمامِ نماز کرتے ہیں، اور جو کچھ بھی ذہنی و جسمانی انعامات و مال و دولتِ دنیا کی شکل میں رزق ہم نے اُن کو عطا کیا ہے اُسے بے دریغ اللہ کی راہ میں لگاتے ہیں [81] ○

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾ اور قربانی کے لیے مخصوص کیے اُونٹوں کو ہم نے تمھارے لیے اللہ کی قابلِ تعظیم نشانیوں میں گن لیا ہے، تمھارے لیے اُن میں بڑے فائدے پنہاں ہیں ، پس انھیں قربان کرنے کے لیے کھڑا کر کے اُن پر اللہ کا نام لو، اور جب زخم کھانے کے بعد ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں تو اُن کے گوشت میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت پسند اُن ناداروں [have nots] کو کھلاؤ، جو سوال نہیں کرتے اور مانگنے والوں کو بھی۔اِن جانوروں کو دیکھو کس خاموشی اور اطاعت گزاری سے تمھاری یہ خدمت کرتے اور تمھارے ہاتھوں قربان ہو جاتے ہیں! ہم نے کیوں کر اِن کو تمھارے تابع کر دیا، سوچو.........تاکہ تم شکر گزاری کرو! [82] ○

---

۸۱ سابقہ آیہ مبارکہ سے یہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھیوں کی یعنی شرک سے بچ کر توحید کے علم برداروں کی آسمانِ شرف و عظمت پر متمکن ہونے کے بیان کا تسلسل ہے۔ یہ مسلم معاشرے میں عاجزی اختیار کرنے والے، تکبر سے کوسوں دور، ایثار پیشہ، اپنے حق سے کم پر راضی ہونے والے، اپنے مومن بھائیوں کو اُن کے حق سے زیادہ دینے پر آمادہ رہنے والے، اللہ کی آیات کو سن کر لرز جانے والے اور اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرنے والے لوگ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ وہ بنیادی اوصاف تھے جو اس نوزائیدہ ریاست کے محافظوں میں اُس کی بقا کے لیے درکار تھے۔ جب بھی کبھی اسلام کا پھر سے احیا ہو گا اور دوبارہ اسلامی ریاست قایم ہو گی تو وہ ایسے ہی اوصاف کے حامل لوگوں کے ہاتھوں ہو گی، یہ خیال خام ہے کہ یہ لوگ اسلامی ریاست کے قیام کے بعد تربیتی نظام سے تیار ہو جائیں گے۔

۸۲ اللہ نے انسان کو آسمانِ شرف و عظمت پر متمکن رکھا، اُس کی ایک نشانی یہ ہے کہ کس طرح اللہ نے ساری

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ سَخَّرَہَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۳۷﴾ اللہ کی بارگاہ میں قربانی کے جانوروں کا نہ گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی خون، بلکہ محض تمھارا خوفِ الٰہی سے آراستہ خلوص پہنچتا ہے۔ اللہ نے ان جانوروں کو اس لیے تمھارا مطیع کر دیا ہے تاکہ تم دینِ اسلام جیسی ملنے والی ہدایت اور فتح و کامرانی پر اُس کی کبریائی بیان کرو۔ اور اے نبیؐ، اپنے ساتھ نیکی اور احسان پر جم جانے والوں کو دنیا و آخرت میں فتح و کامرانی کی بشارت دے دو ○ اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوۡرٍ ﴿۳۸﴾ یقیناً اللہ ایمان پر جم جانے والے لوگوں کی مشرکین مکہ کے اقدامات کے خلاف مدد و مدافعت کرے گا۔ اِن لوگوں نے بیت اللہ جیسی نعمت کی قدر نہ کی، جان لو کہ اللہ کسی ناشکرے اور خیانت کرنے والے کو پسند نہیں کرتا[۸۳] ○ ۵۶

۵۶

قتال کی اجازت اور اُس کے نتیجے میں بننے والی ریاست [آیات ۳۹ تا ۴۱]

مختلف اوقات میں جلد اور بدیر ہجرت کر کے آئے ہوئے مہاجرین کو آٹھ سے گیارہ ماہ ہونے کو آئے ہیں۔ پچھلے برس ذوالحجہ کے مہینے میں بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد ہجرت شروع ہو گئی تھی۔ ہجرت کا پہلا برس اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے، ذوالحجہ کے مہینے کی آمد آمد ہے، یہاں پہنچ کر اسلام کی تاریخ ایک نیا موڑ مڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے خاتم النبیین محمد ﷺ کی برپا کردہ جماعت کو اس بات کی اجازت دے دی گئی کہ وہ اپنے دشمنوں سے بوقتِ ضرورت جنگ و قتال کر سکتی ہے۔ یہاں اِس کی

کائنات کو اُس کے لیے مسخر کر دیا ہے، مویشی بھی اِسی طرح اُس کے تابع کر دیے ہیں، اب اللہ کے آگے مویشیوں کی قربانی اُس کی جانب سے شکریے کے کا ایک اظہار ہے، اگر وہ کرے اور شرک سے بچے۔

۸۳ انتہائی نامساعد اور ناساز گار حالات میں، مہاجرین اور تمام اہلِ ایمان کو یہ گارنٹی کہ اللہ مشرکینِ مکہ کے اقدامات کے خلاف مدد و مدافعت کرے گا، بہت بڑی بات ہے، خود نبی ﷺ کی دعوت کے حق ہونے اور اس قرآن مجید کے کتابِ الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔ اِن آیات نے صادق الایمان مہاجر و انصار کے دلوں کو اُس کامیابی کے یقین سے بھرا ہو گا، جو میدانِ بدر میں قریشِ مکہ کی رسوائی کا سامان بنا اور دنیا نے اللہ کی مدد کو آتے، سر کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہ ظلم کا شکار ہوئے ہیں، پس ہر اُس موقع پر جب مسلمان ظلم کا شکار ہوں اور کسی طور منظم طریقے سے اُنھیں ظالموں سے نبٹنے کا موقع حاصل ہو جائے تو یہ آیہِ مبارکہ اُن کی رہ نمائی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت بیان کر رہے ہیں کہ وہ بہتر لوگوں کے ذریعے زمین کا اقتدار ظالم طبقات [قوموں، ممالک، گروہ] سے چھین لیتا ہے؛ اگر وہ ایسا نہ کرے تو زمین پر سے اللہ کا نام لینے والے کا ملاً مٹ جائیں گے۔ اللہ اُن لوگوں کی مدد ضرور کرے گا، جو اُس کے دین کی نصرت کریں گے اور اُس کو قایم کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوں گے۔

اس جنگ و قتال کے نتیجے میں مملکتِ مدینہ کو یقین دلایا جا رہا ہے کہ زمین میں تمھیں تمکنت و حکومت حاصل ہو گی اور یہ بھی یاد دلایا جا رہا ہے کہ جب اللہ کے بندوں کو حکومت حاصل ہوتی ہے تو اُن کا اوّلین کام ہر شرک سے پاک اللہ کی عبودیت کا نظام نبی ﷺ کی سنت کے مطابق نافذ کرنا ہوتا ہے، جسے اصطلاحاً اقامتِ صلوٰۃ کہا جاتا ہے۔ اُس کے بعد اسلامی حکومت اس کا اہتمام کرتی ہے کہ اُس کے امیروں کی جانب سے غریبوں تک دولت منتقل ہوتی رہے جسے نظامِ زکوٰۃ کہا جاتا ہے اور مزید یہ کہ یہ اسلامی حکومت، لازماً راشدہ ہوتی ہے یعنی رشد و ہدایت کا کام اُس کے بنیادی فرائض میں سے ہوتا ہے، وہ نیکیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو مٹانے پر مامور ہوتی ہے۔ حکومت کے اِن فرائض کو گنانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس سے زیادہ کچھ نہیں، ایک اسلامی حکومت کو اپنے وقت کے لحاظ سے امنِ عامہ، تمدنی تقاضے، اندرونی اور بیرونی سیاسی معاملات، معاشی اور دیگر مسائل کو بھی حل کرنا ہو گا، اگر کبھی وہ وجود میں آ جائے!

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾ اہلِ ایمان کو مشرکینِ مکہ سے جنگ و قتال کی اجازت دے دی گئی کیوں کہ وہ اُن کے ہاتھوں ظلم کا شکار ہوئے اور جان لیا جائے کہ اللہ یقیناً اِن مشرکین کے مقابلے میں اہلِ ایمان کی مدد پر قادر ہے [۸۴] ۝ اِلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ

---

۸۴ مدینے کی ریاست قایم ہو جانے کے بعد، دشمنان ریاست سے جنگ کی یہ بالکل واضح اجازت ہے۔ ساتھ ہی اس میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ جنگ میں اللہ ان کی مدد پر قادر ہے صرف اُس کی قدرت کے اظہار و اعتراف

النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذۡكَرُ فِيۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ
كَثِيۡرًا ؕ وَ لَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ مَنۡ يَّنۡصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ﴿۴۰﴾ یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنے
گھروں سے صرف اتنا کہنے پر کہ 'اللہ ہمارا رب ہے'، بے قصور نکالے گئے۔اس جنگ و قتال کی
اجازت کی حکمت یہ ہے کہ اگر اللہ حد سے گزر جانے والے گروہوں کو دوسرے بہتر گروہ کے
ذریعے زمین پر اقتدار سے ہٹاتا نہ رہے تو خانقاہیں، گرجا، یہود کے معابد اور مساجد وغیرہ، جہاں اللہ کا
نام کثرت سے لیا جاتا ہے، سب زمیں بوس کی جاچکی ہوتیں۔ اللہ ضرور اُن لوگوں کی مدد کرے گا،
جو زمین پر قایم دارالامتحان میں اُس کے دین کو قایم کرنے اور اُس کا کلمہ بلند کرنے میں اُس کی مدد
کریں گے[۸۵]: اللہ بڑا طاقت ور اور زبردست ہے ○

اَلَّذِيۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَهَوۡا عَنِ
الۡمُنۡكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ ﴿۴۱﴾ اِن پر اعتماد کیا جاسکتا اور اِن سے امید کی جاسکتی ہے کہ اگر ہم
ان کو سرزمین میں حکومت اور سلطنت عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معرُوف کا
حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے[۸۶]۔ اِس جاری کشمکش میں کس کی جیت ہے اور کس کی ہار تو

کے لیے نہیں بلکہ اس وعدے اور اعلان کے لیے ہے کہ جنگ میں وہ مدد بہم پہنچائے گا۔ یہ وعدہ میدانِ بدر میں پورا ہوتا دنیا نے دیکھ لیا اور تاریخ کے اوراق میں اسلام اور قرآن مجید کی حقانیت کی دلیل کے طور پر محفوظ ہو گیا۔ اور محض ایک تاریخی واقعہ ہی نہیں بلکہ مسلم قوم کے لیے ایک لائحہ عمل بھی کہ جب بھی حالات متقاضی ہوں تو مسلم حکومت اللہ کے بھروسے پر دشمنوں سے مقابلہ کرے، اللہ ضرور اپنے فتح و نصرت کے وعدے کو پورا کرے گا اگر اہلِ ایمان اپنے حصے کا کام پورا کردیں۔

۸۵ ۳۹ویں آیہ میں جہاد و قتال کے لیے بِاَنَّهُمۡ ظُلِمُوۡا سے دلیل دی گئی یعنی مسلمانوں کی جانب سے جہاد و قتال کا اس لیے جواز ہے کہ اُن پر ظلم کیا گیا تھا، اب مسلمانوں کو مزید مطمئن کیا جا رہا ہے کہ یہ جہاد اور قتال اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ زمین پر اللہ کا نام لیا جاتا رہے۔ اگر ابلیس لعین اور اُس کے لشکر کو کھلی چھٹی دے دی جائے تو وہ خانقاہوں، گرجا، یہود کے معابد اور مساجد وغیرہ، جہاں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے سب کو زمیں بوس کردے گی۔ پس اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے جو لوگ قتال و جہاد کریں گے اُنھیں اللہ کی تائید و نصرت حاصل ہوگی۔

۸۶ یہ مدینے میں قایم ہونے والی حکومت کی قراردادِ مقاصد [Mission Statement] ہے اور یہ یاد

جان لیا جائے کہ تمام معاملات کا اختتام تو اللہ کے ہاتھ میں ہے ○[87]

نبیوں کی تاریخ سے مہاجرین کی دل جوئی [آیات:۴۲تا۷۰]

اگلی آیات سے ایک نیا موضوع شروع ہو رہا ہے جس میں نبی ﷺ اور آپؐ کے جاں نثار ساتھیوں کی ہمت بندھائی جارہی ہے کہ اس سے قبل بھی انبیاء کو جھٹلایا گیا اور اللہ نے آخر کار کفر کی جڑ کاٹ کر رکھ دی تھی، اب موقع آگیا ہے کہ رسول اللہ محمد ﷺ کی بھی اُسی طرح مدد کی جائے اور اُن کے دشمنوں کی جڑ کاٹ دی جائے۔ چناں چہ تاریخ گواہ ہے کہ آنے والے برس میں میدانِ بدر میں قریش کی جڑ کاٹی گئی اور پانچ برس کے اندر اندر مدینے کے یہودیوں کی جڑ کاٹ دی گئی۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ اور اے نبیؐ، اگر تمھاری قوم نے تمھیں جھٹلایا ہے تو کون سی اَنھونی بات ہے اِن سے پہلے قومِ نوحؑ اور عاد اور ثمود اور قومِ ابراہیمؑ اور قومِ لوطؑ اور اہلِ مدیَن بھی اپنے نبیوں کو جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰؑ کو بھی جھٹلایا گیا تھا۔ ان سب کافر قوموں کو میں نے پہلے موقع دیا، پھر جب مان کر نہ دیا تو پکڑ لیا۔ اب تمھارے انکاری دیکھ لیں کہ میری پکڑ کیسی سخت تھی! [خبردار تمھارے کافروں کی پکڑ بھی اب قریب ہے] ○ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ دیدہ عبرت ہو تو کوئی دیکھے کہ کتنی ہی خطا کار شرک و جاہلیت کی ماری تہذیبیں تھیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا اور اُن کے اعلیٰ تعمیراتی شاہ

دہانی بھی ہے کہ اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے جہاد کے نتیجے میں حاصل ہونے والی فتح مندی سے جو زمین پر تصرف و اقتدار حاصل ہوگا اُس کا اصل مقصد یہ ہوگا کہ وہاں نماز اور زکوٰۃ کا نظام قایم ہو اور حکومت کا بنیادی وظیفہ نیکیوں کا حکم دینا اور بُرائیوں کو بزور روکنا ہوگا۔

۸۷ بلاشبہ مدد کا وعدہ ہے، لیکن مومنین کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ جنگ کا اختتام کچھ بھی ہو سکتا ہے لہٰذا وہ اپنی پوری طاقت اور اپنے پورے خلوص و ایمان کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کا کام کرتے رہیں۔

کار، کھنڈرات میں اپنی اُلٹی چھتوں پر پڑے ہیں، کتنے ہی آب رسانی کے کنوئیں بے کار اور کتنے ہی مضبوط محل ویران ہیں ○[۸۸]

اگلی تین آیات بلاشبہ اپنے مضمون اور انداز کے اعتبار سے بالکل مکی سورتوں سے مشابہ ہیں۔ گویا مشرکین کو دعوتِ ایمان دی جا رہی ہے۔ ایسا کیوں؟ اِس لیے کہ بلاشبہ تمام سردار تو ایمان لا چکے ہیں اور اوس و خزرج کی اکثریت بھی اسلام قبول کر چکی ہے مگر تمام مشرکینِ یثرب ابھی تک ایمان نہیں لائے ہیں، یہ آیات اُن کے لیے بھی ہیں اور دیگر بہت سارے ذرائع سے بھی مکہ کے مشرکین تک یہاں کی خبریں اور نازل ہونے والا قرآن منتقل ہو رہا ہے، دونوں ہی مراکز ایک دوسرے کی ٹوہ میں ہیں چناں چہ یہ آیات اُن کی یاد دہانی کے لیے بھی ہیں، اور اِن سے ماسوا خود اہلِ ایمان کی توحید پر علمی تربیت اور آنے والی نسلوں میں شیطان کے درآمد کردہ شرک سے بچاؤ کے لیے بھی اِن کی آفاقی اہمیت ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مکہ کے آخری دور میں کبھی نازل ہوئی ہوں اور اُنھیں اللہ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ نے یہاں درج کرایا ہو۔

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَکُوۡنَ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِہَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِہَا ۚ فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَ لٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾ کیا تجارتی قافلوں کے ساتھ ملکوں ملکوں گھومنے والے یہ عرب لوگ نگاہِ عبرت اور دیدہ بینا لے کر نہیں چلے پھرے ہیں کہ اِن کے دل میں تہذیبوں اور قوموں کے عروج کی حقیقت جا گزیں ہوتی اور پھر اِن کے کان وحی الٰہی، جو تم سنا رہے ہو سُننے والے (یعنی مطلب سمجھنے والے) ہوتے؟ اصل بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں ○ وَ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ وَ لَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ ؕ وَ اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ﴿۴۷﴾ یہ لوگ ہمیں

۸۸ شرک و جاہلیت کی ماری تہذیبیں جب اپنے بامِ عروج پر ہوتی ہیں تو گمان بھی نہیں ہوتا کہ اِن کو کبھی زوال بھی آئے گا۔ مگر جب بغاوت و نافرمانی کے جرم میں اللہ کے عذاب کا کوڑا برستا ہے تو قوموں کے اعلیٰ تعمیراتی شاہ کار، کھنڈرات میں اور اُن کے آب رسانی کے نظام اور سیوریج سسٹم موہن جو دڑو بن جاتے ہیں۔ یہ آثارِ قدیمہ تفریح گاہیں نہیں بلکہ عبرت کے مقامات ہیں۔

ہماری عذاب کی دھمکیاں یاد دلا کر عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں سنو، اللہ ہر گز اپنے وعدے
کی خلاف ورزی نہ کرے گا، مگر ابھی تو ذرا لمحوں کی تاخیر بھی نہیں ہوئی، کیوں کہ تمھاری گنتی کے
اعتبار سے تیرے رب کا ایک دن یہاں کے ہزار سال کا ہے وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ
ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۚ وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾ اور کتنی ہی مشرک [ظالم] بستیاں تھیں، میں نے
ان کو پہلے ایمان قبول کرنے کی مہلت دی، پھر جب نہ مانیں تو میرے عذاب نے اُن کو پکڑ لیا۔
اور اصل عذاب کا مزہ چکھنے کے لیے آخرت میں تو واپس میرے ہی پاس آنا ہے[89] ○ ٦٦ ٦٦
قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾ اے محمدؐ، اِن سے کہیے کہ لوگو، میں تو تم کو
ایک کھلا خبردار کر دینے والا ہوں ○ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ
كَرِيمٌ ﴿٥٠﴾ پھر میری اس دعوت پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کر رہے ہیں اُن کے لیے
آخرت میں مغفرت اور دنیا میں عزّت کے ساتھ سامانِ زندگی ہے ○ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا
مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ اور جو ہماری آیات پر غلطیاں چسپاں کرنے کی
لاحاصل دُھن میں لگے ہیں وہی دوزخی ہیں ○

اگلی آیہ مبارکہ بہت آسان ہے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ نبی ہمیشہ غلبہ حق اور دعوت کے قبولِ عام کے لیے بے چین ہوتا ہے، شیطان اُس کے کام میں روڑے اٹکاتا ہے۔ اپنے اعتراضات اور کج بحثیوں سے ابہامات پیدا کرتا اور لوگوں کو دعوتِ حق قبول کرنے سے روکتا ہے۔ شیطان کے اس کام کا سارا بیڑہ مدینے میں اہلِ کتاب نے یعنی ہر آن قال اللہ کرنے والے یہود نے اپنے سر اُٹھالیا تھا۔ جن سے بڑے پر سوز انداز سے کہا جا رہا تھا کہ قسمت کے مارو **ولا تکونوا اوّل کافر بہ** مگر ان صاحبان جبہ دستار کی کفر پر مر مٹنے کے عشق کو دیکھ کر اِس مرتبہ اللہ نے اُن کو اپنے عذاب کی گرفت میں لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ویسے یہ اللہ کی سنت ہے کہ ہر طرح کے حالات میں اللہ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو پست ہمت اور ناامید ہونے سے محفوظ رکھا اور جو کچھ بھی شیطان روڑے اٹکاتا اور وسوسے ڈالتا ہے، اللہ ان کو مٹا دیتا

---

89 جو عذاب میں ہلاک ہوگئے وہ بھی اور جو کوئی مشرک آسمانی عذاب سے پہلے مر گیا وہ بھی، آخرت میں سب ہی حاضر کیے جائیں گے اور وہاں کا عذاب تو دنیا کے کسی بھی عذاب سے بے پناہ زیادہ ہوگا۔

ہے۔نادانوں نے اس آیہ مبارکہ کو واقعہ غرانیق میں شیطان کے وار کو رسولؐ پر چل جانے اور اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے پر محمول کیا ہے۔واقعہ غرانیق کے بارے میں ہم جلد سوم [صفحات: ۷۹، ۱۹۳-۱۹۵، ۲۳۰-۲۳۱]، چہارم [صفحہ: ۲۹] اور ششم [صفحہ: ۲۰۹تا۲۱۰] میں لکھ چکے ہیں۔واقعہ غرانیق جن بزرگوں نے گھڑا اُنھوں نے سورہ حج کی اِس آیہ مبارکہ کے بارے میں کہا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نعوذ باللہ چھ برس بعد بطور عتاب نازل ہوئیں اور نقلِ کفر کفر نباشد کہ یہ آیہ دلیل ہے کہ شیطان نبیوں کی تلاوتِ آیات میں خلل ڈال کر آیات میں ملاوٹ کرا سکتا ہے۔اس موضوع پر کچھ کہنا تحصیلِ حاصل ہے، جو لوگ زیادہ تفصیل سے دیکھنا چاہیں وہ تفہیم القرآن کی جلد سوم میں اِن آیات پر حواشی کا مطالعہ فرمالیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ اور اے محمدؐ، تم سے پہلے ہم نے جو کوئی بھی رسول اور نبی بھیجے، اُن سب کے ساتھ یہ ہوا کہ اُن کے غلبہ حق اور اعلائے حق کی تمناؤں میں شیطان نے رکاوٹیں ڈالیں۔ مگر اللہ نے ہمیشہ اپنے نبیوں اور رسولوں کو پست ہمت اور ناامید ہونے سے محفوظ رکھا اور جو کچھ بھی شیطان روڑے اٹکاتا اور وسوسے ڈالتا ہے، اللہ ان کو مٹا دیتا ہے اور اپنے نبیوں کے دلوں میں اپنی آیات کو بٹھا دیتا ہے اور اللہ بڑی دانائی اور حکمت والا ہے ۹۰ ○

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ حق و باطل کی کشمکش میں یہ اس لیے ہوتا ہے کہ شیطان کی ڈالی ہوئی افواہیں، وسوسے اور غلط فہمیاں، نفاق کے مارے پتھر دلوں کے لیے کفر پر جمنے کا جواز اور فتنہ بن جائیں اے محمدؐ، بلاشبہ تمھارے یہ ظالم مخالفین، تکبر اور دشمنی میں بہت آگے نکل گئے

۹۰ یہ اللہ کا وعدہ رہا ہے اور سنت بھی کہ وہ اپنے نبیوں اور سولوں کو گمراہ ہونے، سحر زدہ ہونے اور ناامید ہونے سے محفوظ رکھتا ہے، جنھوں نے اللہ کے نبی کے بارے میں یہ گمان کیا کہ نعوذ باللہ وہ شیطان کے فریب میں آکر قرآن کو غلط سنا گیا یا یہ کہ وہ سحر زدہ ہو گیا انھوں نے ایک بہت بڑی بات کہی، اللہ کی کتاب بڑے سے بڑے عالم کے مقابلے میں بڑی اور فیصل ہے۔

ہیں، جہاں سے پلٹنا مشکل ہے ○ وَّ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا
بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ اور یہ اس
لیے بھی ہوتا ہے کہ علم سے بہرہ مند اہلِ کتاب اور اہلِ دانش بشمول اہلِ ایمان کے کشمکش کی روش
اور اعتراضات و جوابی دلائل کو دیکھ کر جان جائیں کہ نبیوں کی پیش کردہ یہ باتیں تیرے ربّ کی
جانب سے بالکل سچی ہیں اور ان کے دل حق کے آگے جُھک جائیں، یقیناً اللہ ایمان لانے والوں کی
سیدھے راستے کی جانب رہ نمائی کرتا ہے ○

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ
عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ نبی کے ہم راہ قافلہ حق میں چلنے والو، اِن منکرین حق کے لیے زیادہ پریشان نہ
ہو، جنھوں نے سوچ سمجھ کر انکار کی روش اختیار کر لی اب وہ اس دعوتِ حق کی طرف سے مستقل
شک ہی میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ اچانک یا تو اُن پر قیامت کی گھڑی آ جائے، یا عذاب کے منحوس
دن کا منہ دیکھ لیں ○ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ اُس روز بادشاہی صرف اللہ ہی کی ہوگی، اور وہ اِن کشمکش کرنے والے
دونوں فریقوں کے درمیان کام یابی اور ناکامی کا فیصلہ کر دے گا۔ پس ایمان اور عملِ صالح والے
لوگ نعمتوں سے مالامال باغات [جنّتوں] میں جائیں گے وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ اور جنھوں نے دعوت حق کا انکار کیا اور ہماری باتوں کو رد کیا،
غلط جانا اور مخالف ہوئے وہ ذلت آمیز عذاب میں مبتلا ہوں گے ○ ع۷ ع۷

اگر غور فرمائیں کہ ۴۱ ویں آیہ میں فرمایا گیا اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ.... اب اگلی آیہ
میں فرمایا جارہا ہے کہ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا کہیں یہ کہہ کر کہ أُذِنَ لِلَّذِينَ
يُقَاتَلُونَ .... قتال کی اجازت دی جارہی ہے یہ ساری باتیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ یہ سورہ
مدنی سورہ ہے، سوچیں کہ مکہ میں جہاں اقامت صلوٰۃ اور تعمیرِ مسجد ممکن نہ تھی کیا وہاں آدابِ حج
سکھائے جاتے؟

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْۤا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں مکہ سے مدینے[۹۱] کی جانب ہجرت
کی، پھر قتل کر دیے گئے یا مر گئے، اللہ ان کو اپنے پاس بہترین سامان وانعامات دے گا[۹۲]۔ اور یقیناً
اللہ ہی بہترین رازق /داتا ہے ○ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ
حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ ...... وہ اُن کو ضرور بالضرور ایسی جگہ پہنچائے گا جس سے وہ خوش
ہو جائیں گے۔ بے شک اللہ علم ودانائی والا اور بردبار ہے ○ جان لو...... اِن مذکورہ مہاجرین
کے ساتھ ایسا ہی ہوگا۔ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ اور جو غلبہ اسلام کا زمانہ دیکھیں، اور مظلومیت کے زمانے کا کفار سے بدلہ
لے سکیں تو، جو کوئی بدلہ لے تو بس ویسا ہی لے جیسا کہ اُس کے ساتھ کیا گیا، پھر اگر اس سے زیادتی
کی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ خود اس کی مدد فرمائے گا، یقیناً اللہ بہت درگزر کرنے والا اور بخشنے والا
ہے ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ
﴿۶۱﴾ حق کی یہ بالادستی اللہ کے حکم وارادے سے ہوگی، یہ اس لیے کہ رات کو دن میں اور دن
میں رات داخل کرنے والا اللہ ہی ہے، اور وہ حیّ وقیوم اس معرکہ حق وباطل کی پشت پر سننے اور

۹۱ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کے الفاظ عام ہیں اِن کا انطباق آج بھی اللہ کے لیے ہجرت کرنے والوں کے لیے ہوگا اگر احیائے اسلام کی تحریک کو دارالہجرت مئیسر آجائے اور مصروفِ عمل لوگ صرف اور صرف اللہ کے لیے، اُس کے دین کے غلبے کے لیے اپنا وطن چھوڑ دیں۔ تاہم جس وقت یہ آیات نازل ہو رہی تھیں، مکے سے مدینے آنے والے مہاجرین پسِ منظر میں محسوس کیے جا سکتے تھے۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ اِن پر برسوں قبل مکہ سے حبشہ چلے جانے والے مبارک وسعید اصحابِ رسول اللہ ﷺ پر نہ ہو۔

۹۲ یہ آیات جب نازل ہو رہی ہیں اُس وقت تک تو قریش سے جنگ شروع بھی نہیں ہوئی تھی اور تمام مہاجرین زندہ وسلامت تھے مگر یہ اللہ کی راہ میں شہادت کی ترغیب ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں مکہ سے مدینے کی جانب ہجرت کی، پھر قتل کر دیے گئے یا مر گئے، اللہ ان کو اپنے پاس سے بہترین سامان وانعامات دے گا۔ یوں تو دسیوں ایسی مثالیں ہیں مگر اس آیہ پر پوری اُترنے والی سب سے افضل اور یاد کی جانے والی دو شخصیات ہیں جو غزوہ اُحد میں شہادت کے درجہ پر فائز ہوئیں؛ پہلی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، یکے از معمارانِ مدینہ اور دوسری حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی۔

دیکھنے والا ہے ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ یہ سب اِس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہ سب باطل ہیں، جنھیں اللہ کو
چھوڑ کر یہ لوگ مدد اور استعانت کے لیے پکارتے ہیں، بلاشبہ اللہ ہی بلند و بالا اور کبریائی والا ہے ○
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ
خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے تو زمین سرسبز ہو جاتی
ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ بہت ہی باریک بیں اور بہت ہی باخبر ہے ○ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا
فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اُسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ
زمین میں ہے اور اُسی کا اُن سب پر اختیار ہے، اور یقیناً اللہ ہی ہے بے نیاز تعریفوں والا ○ ۸۶ ۸۶

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ يُمْسِكُ
السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ اے
لوگو، کیا تمھارا مشاہدہ نہیں ہے کہ اللہ نے زمین کی ساری چیزوں کو تمھاری خدمت گزاری اور نفع
رسانی میں لگا رکھا ہے، سارے طبعی قوانین، حیاتِ انسانی کو ایک ہم آہنگی سے سہارا دیتے اور
موافقت کرتے ہیں، اُسی کا ایک مظہر یہ ہے کہ، سمندر کے سینے پر کشتی اُس کے حکم سے تیرتی
ہے، اور اُسی ایک اللہ نے آسمان کو اس طرح تھاما ہوا ہے کہ زمین پر گرتا نہیں مگر جب بھی اُس کی
اجازت ہو! حقیقت یہ ہے کہ اللہ انسانوں کے حق میں بڑا ہی مہربان اور بڑا ہی رحیم ہے ○ وَ هُوَ
الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۫ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ وہی ہے جس
نے تمھیں ماؤں کے پیٹوں میں زندگی بخشی ہے پھر وہی تم کو جب اور جہاں چاہے موت دے گا اور
وہی تم کو پھر سے زندہ کر کے حساب زندگی کے لیے اُٹھا کھڑا کرے گا۔ اکثر انسان اللہ کے انعامات
اور اپنی زندگی کے حقائق کو بھول جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے ○

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى
هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ منکرین کا تمھارے عبادت کے طریقوں پر اعتراض بے وزن ہے، ہر
اُمّت کے لیے ہم نے اظہارِ بندگی کا ایک طریقہ ٹھہرایا ہے جس کو وہ بجا لاتی ہے، پس اے محمدؐ، وہ

تمھارے رب کو پسند کسی طریقِ عبادت پر تم سے جھگڑنے کے لیے کوئی بنیاد نہیں رکھتے، تم اپنے
پروردگار کی جانب لوگوں کو بلاتے رہو، تم یقیناً راہِ راست پر ہو○ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ
﴿٦٩﴾ اور اگر وہ تم سے جھگڑا کریں تو اُن سے کہو کہ اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرتے
ہو○ اللہ قیامت کے روز تمھارے درمیان اُن سب باتوں کی حقیقت بتادے گا جن میں تم جھگڑتے
رہے ہو اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧٠﴾ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان وزمین میں، جو کچھ ہے اللہ کے علم میں ہے؟ سب
کچھ ایک رجسٹر (لوح محفوظ) میں درج ہے۔ بے شک اللہ کے لیے یہ نہایت آسان ہے○

مشرکینِ عرب سے خطاب [آیات: ۷۱ تا ۷۶]

اگلی آیات میں مشرکینِ عرب سے خطاب ہے۔ شرک ایسی بری بلا ہے کہ اگر انسان توبہ نہ کرے اور ایک اللہ کی بندگی میں نہ آجائے تو سوائے آگ کے اُس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ دین کا بنیادی مطالبہ صرف یہ تھا کہ قولوا لاالہ الااللّٰہ تفلحوا مگر قریش اسے قبول نہ کر سکے، جب کہ آپؐ نے متعدد مواقع پر اُن سے کہا کہ اس ایک کلمے کو مان جاؤ تو عرب و عجم کا اقتدار تمھارا ہوگا۔ آج مسلمانوں کی ذلت وخواری کا واحد سبب یہ ہے کہ طرح طرح کے اعتقادی اور عملی شرک میں مبتلا ہیں، ہمارے مصلحین یہ چاہتے ہیں کہ اس دکھتی رگ پر ہاتھ نہ رکھا جائے، جب کہ اس دکھ کا علاج ہی آج امت کا اوّلین مسئلہ ہے۔ سید قطبؒ نے اپنی کتاب معالم فی الطریق کا آخری باب اسی موضوع پر لکھا ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ
نَّصِيْرٍ ﴿٧١﴾ یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت وبندگی کر رہے ہیں جن کے لیے نہ تو اللہ نے
کوئی دلیل اپنی کسی کتاب میں نازل کی ہے اور نہ یہ خود اپنے اِن خود ساختہ معبودوں کے بارے میں
کسی دلیل کا علم رکھتے ہیں۔ آخرت میں اِن مشرک ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا○ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ
بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ

كَفَرُوْا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ اور جب اِن کے سامنے ہماری واضح سمجھ میں آنے والی، دلائل سے بھرپور آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو تم منکرینِ کے چہروں پر بے زاری و ناگواری کو پہچان سکتے ہو، اِن کے چہرے کہہ رہے ہوتے ہیں گویا کہ ابھی وہ اُن لوگوں پر حملہ کر دیں گے جنھوں نے ہماری آیات سُنانے کی جرأت کی۔ اِن سے کہو کہ کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ اِس سے زیادہ کون سی ناگوار چیز تمھاری منتظر ہے؟ وہ ہے بھڑکتی آگ، جس کا وعدہ اللہ نے ان لوگوں کے لیے کر رکھا ہے، جو محمدؐ کے پیش کردہ دینِ اسلام کا انکار کریں، اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے! ○ ۹۶ ۹۶

مشرکین کے معبودوں کی بے بضاعتی پر قرآن میں جابجا اشارے ہیں، اگلی آیہ مبارکہ اُن تمام میں سے سب سے زیادہ مشہور اور اُن پر فٹ آنے والی، اُن کی کمزوری کو ظاہر کرنے والی ہے کہ یہ معبود بیچارے ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، پیدا کرنا تو درکنارا اگر مکھی، کسی بت کے آگے یا صاحب قبر کے آگے جو شیرینی چڑھائی گئی ہے اُس میں سے ایک ذرّہ چوس کر لے جائے تو اُسے چھین کر بھی نہیں لا سکتے، چھینیں گے کیا بھلا اُن کو یہ تک نہیں معلوم کہ کوئی چڑھانے والا اِن کا پجاری کچھ نذر گزارنے آیا ہے۔ بیچارے پجاری کا بھی یہی معاملہ ہے بلکہ اس سے بھی بدتر کہ اپنے اصلی آقا و مولا کو نہیں پہچانتا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اگر یہ قبر یا بت کسی اللہ کے نبی یا ولی کا ہے تو یہ قیامت کے روز اِن پجاریوں کی عبادت سے یہ کہہ کر انکار کر دیں گے کہ ہمارے مرنے کے بعد اِن لوگوں نے کیا کچھ کیا ہمیں نہیں معلوم، ہم نے تو صرف ایک اللہ کی عبادت و بندگی اور اُسی کے لیے قربانی اور نذر نیاز کی تعلیم دی تھی۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ لوگو، ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سُنو۔ جن من گھڑت ناموں سے بے جان معبودوں کو تم اللہ کو چھوڑ کر حاجت روائی، دست گیری اور مشکل کشائی کے لیے پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے خواہ سب مل جائیں بلکہ اگر مکھی ان جھوٹے معبودوں کے آگے چڑھائی نذر و نیاز سے کوئی چیز چکھ کر چھین لے تو وہ اسے واپس بھی نہیں لے سکتے، مدد چاہنے والے پجاری بھی کمزور اور اللہ کو چھوڑ کر جن جعلی معبودوں سے گڑگڑا کر دعائیں مانگی اور مدد چاہی جاتی ہے وہ اُن سے

بھی زیادہ کمزور ○ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿۷۴﴾ اِن لوگوں نے اللہ
کی قدر ایسی نہ پہچانی جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق ہے! حقیقت یہ ہے کہ قوت اور عزّت تو بس اللہ
ہی کی ہے ○ اَللّٰهُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۷۵﴾
اللہ اپنے احکامات اور پیغامات کو انسانوں تک پہنچانے کے لیے ملائکہ میں سے بھی پیغام رساں
منتخب کرتا ہے، اور انسانوں میں سے بھی، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے ○ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ
اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۷۶﴾ جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے، ہر ایک
کو خوب معلوم ہے اُسے تو وہ جانتا ہی ہے، وہ اُس سے بھی واقف ہے جو کچھ ان سے اوجھل ہے،
اور اللہ ہی کی طرف سارے معاملات لوٹائے جاتے ہیں [۹۳] ○

۹۳ قرآن کا یہ واضح اعلان ہے کہ تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ شرک کے رسیا، لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ اُن کے جھوٹے معبودوں کی جانب معاملات لوٹائے جاتے ہیں۔ یہ خود ساختہ معبود خواہ نبی ہوں یا ولی ہوں، اللہ کے محض بندے ہیں معبود نہیں ہیں۔ اِن برگزیدہ ہستیوں نے اپنی ساری زندگی اللہ کی بندگی کی دعوت دی، مرنے کے بعد اِن کو نہیں معلوم ہوتا کہ اِن کے ماننے والے انھیں خدائی میں شریک کر لیتے ہیں۔ جیساکہ سُوۡرَةُ الۡمَآئِدَة میں عیسیٰ علیہ السلام سے روزِ قیامت ہونے والے مکالمے کو بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے تذکرہ فرمایا ہے۔ وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِیۡ وَاُمِّیَ اِلٰهَیۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبۡحٰنَكَ مَا یَكُوۡنُ لِیۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَیۡسَ لِیۡ ٭ بِحَقٍّ ؕ اِنۡ كُنۡتُ قُلۡتُهٗ فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗ ؕ تَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِیۡ وَلَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلۡتُ لَهُمۡ اِلَّا مَاۤ اَمَرۡتَنِیۡ بِهٖۤ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیۡ وَرَبَّكُمۡ ۚ وَكُنۡتُ عَلَیۡهِمۡ شَهِیۡدًا مَّا دُمۡتُ فِیۡهِمۡ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ كُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡهِمۡ ؕ وَاَنۡتَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ ﴿۱۱۷﴾ ترجمہ تفہیم القرآن سے:- غرض جب ﴿یہ احسانات یاد دلا کر﴾ اللہ فرمائے گا کہ "اے عیسیٰ بن مریمؑ! کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنالو؟" تو وہ جواب میں عرض کرے گا "سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے، آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔ میں نے اُن سے اُس کے سوا کچھ

اہلِ ایمان کو نامساعد حالات میں ہدایات [آیات: ۷۷ تا۷۸]

سورہ اپنے اختتام کو پہنچ گئی، ایک ٹھنڈی اور خوشگوار آبِ جو کی مانند جو اپنی بلاغت، جذباتیت، نصیحت، محبت ہر پہلو سے اپنے کلائمکس کو پہنچ کر آبشار کی مانند گر رہی ہے۔ جن باتوں کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے وہ آپ یہاں گن لیں:

- اے ایمان لانے والو! رکوع اور سجود میں جھکے رہو۔
- اللہ کی راہ میں کوشش اور جدوجہد کا حق ادا کرکے دکھادو۔
- اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر قایم رہو۔
- اس قرآن میں تمھارا نام مسلم ہے، کسی اور نام کی ضرورت نہیں۔
- تم دوسرے لوگوں پر اس کتاب کے گواہ ہو، ساری دنیا کے انسانوں تک پہنچانا تمھارا کام ہے۔
- نماز قایم کرو۔
- اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرو۔
- ہر سو سے منہ موڑ کر اللہ کو پکڑ لو وہی تمھارا والی وارث ہے۔

مگر ان آیات کی تلاوت کا فسوں کچھ اور ہی چیز ہے جو اُس بندہ مومن ہی پر طاری ہو سکتا ہے جو دعوتِ دین کی راہ میں دارِ ارقم اور شعبِ ابی طالب سے ہوتے ہوئے طائف اور غار ثور سے گزرا ہو، وہی اُس کا ذائقہ چکھ سکتا ہے، ہر مہ و کس کو اس کا ذوق نہیں ملتا۔

السّجدہ عندالشافعی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ السجدۃ

اے ایمان لانے والو، محمدؐ کے ساتھیو، اللہ نے اپنے فضل سے تمھیں جم جانے کے لیے

نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا، یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا ربّ بھی ہے اور تمہارا ربّ بھی۔ میں اُسی وقت تک ان کا نگراں تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا۔ جب آپ نے مجھے واپس بلالیا تو آپ ان پر نگراں تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگراں ہیں۔

مدینے کی سرزمین عطا کردی، پس جھک جاؤ: رکوع اور سجود میں [94]، تکمیل دین کی آرزو میں اپنے رب
کی نصرت کی تلاش میں، اپنے رب کی غلامی کا حق ادا کر کے دکھاؤ، نیکی کے کاموں میں جُت جاؤ، شاید
کہ تم کو فلاح نصیب ہو! پیارو، وعدہ ہے تم سے ○ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ
وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬
مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾
اللہ کی راہ میں اُس کے کلمے کو بلند کرنے کی کوشش اور جدوجہد کا حق ادا کر کے دکھادو۔ اے محمدؐ پر
ایمان لانے والو، غلبہ دین کے عظیم کام کے لیے اللہ نے تمھیں چُن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی
تنگی بھی نہیں رکھی۔ قایم رہو ہر شرک سے بےزار اللہ کے یک سو بندے، اپنے باپ ابراہیمؑ کی
ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمھارا نام مسلم رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی تمھارا نام مسلم ہے، اب یہ
سارا سلسلہ یوں ہے کہ رسولؐ تم پر اقامت دین کی گواہی دے رہا ہے اور تم دنیا کے تمام لوگوں
پر اس کام کے علم بردار و گواہ رہو۔ پس نماز قایم کرو، اللہ کی راہ میں خرچ [95] کرو، اور اللہ کی راہ کو
پکڑ لو وہی تمھارا والی وارث ہے، کیا ہی اچھا مالک ہے اور کیا ہی اچھا ناصر و مددگار ○ ع ۱۰ ۱۰ع

☆☆☆☆☆

۹۴ اسلامی ریاست کی بقا و دفاع میں اصل اسلحہ، اللہ کے آگے رکوع و سجود اور آہ و زاری کا ہے، جب کلمہ گو افواج اس سے تہی داماں ہو جائیں تو غیر اللہ کی دُہائیاں کام نہیں آتیں، لوہے میں ڈوبی بے شمار فوج کو ہتھیار ڈالنے پڑتے اور جنگی قیدی بن کر دشمن کے آگے ذلیل ہونا پڑتا ہے اور اگر فوج کے پاس توحید کا اسلحہ اور شہادت کا جذبہ ہو تو اُس کو زیر کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

۹۵ مدنی زندگی کے پہلے برس میں معروف، سالانہ چالیسواں حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، جسے زکوٰۃ کہتے ہیں فرض نہیں ہوا تھا۔ اس آیت کے نزول کے وقت زکوٰۃ کے معانی اللہ کی راہ میں خرچ تھے۔ یاد رہے کہ اس آیہ میں یہ وہ اصطلاحی زکوٰۃ نہیں ہے جسے آج عام زبان میں زکوٰۃ کہتے ہیں، اِس آیت کو سمجھنے کی کوشش کے وقت یہ بات ضرور پیشِ نظر رہنی چاہیے۔